مسئلہ حیات الانبیاء اور علمائے دیوبند

ہر مسئلہ کی طرح اس مسئلہ میں بھی علمائے دیوبند دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں گروہ اپنے متفقہ اسلاف کو اپنے اپنے حامی اور اپنا ہم مسلک ثابت کرتے ہیں اور مزید عجیب بات یہ ہے کہ دیوبندیوں کے بڑوں کی عبارات واقعتاً اتنی متضاد ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ کیا گورکھ دھندہ ہے۔ ایک گروہ عقیدہ حیاۃ النبی کو شرک اکبر بتاتا ہے تو دوسرا اسی کو عین جزوِ ایمان بتا رہا ہے۔ اصل میں یہ اللہ جل مجدہ الکریم کا ان لوگوں سے انتقام ہے کہ ان لوگوں نے عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اہل سنّت کو ناروا طور پر مشرک کہا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا کر دیئے جو ان کو مشرک کہیں۔ سچ کہتے ہیں خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ آپس میں بدعتی، مشرک، گستاخ سبھی فتووں کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ لیکن اکابرینِ دیوبند چاہے وہ حیاتِ جسمانی دنیوی کے قائل ہوں یا منکر وہ اپنی جگہ پر ولی اللہ بنے ہوئے ہیں نہ بدعتی نہ مشرک اور نہ ہی گستاخ رسول۔ تو ان تمام رویوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ اختلاف محض دکھاوا ہے کہ اگر کوئی خوش عقیدہ شخص ملے تو اس کو گمراہ کرنے کے لیے ایک گروہ کھڑا ہو جائے دیکھیں جی ہم تو حیات الانبیاء کے قائل ہیں اور اگر کوئی زاہد خشک دستیاب ہو تو اس کو دوسرا گروپ کہے کہ دیکھیں جی ہم تو توحید

میں اتنے پختہ ہیں کہ انبیاء کرام کو بھی عام مُردوں کی صف میں شامل کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) جیسے یہ لوگ سیاسی طور پر ہمیشہ دو گروپوں میں تقسیم رہے ہیں۔ ایک حکومت وقت کے حق میں دوسرا حکومت کے خلاف تاکہ ہر طرف سے دنیاوی فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ چونکہ یہ لوگ انگریز کے پروردہ ہیں اس لیے اس کی چال چل رہے ہیں کبھی پاکستان بننے کے خلاف صرف چند پاکستان کے حق میں تاکہ اگر بن جائے تو وہاں سے فائدہ، نہ بنے تو ہندو خوش۔ اور ان سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور تاریخ بتا رہی ہے کہ ان لوگوں نے اسی طرح دنیاوی فوائد حاصل کیے ہیں۔

بہر حال ہم یہاں کچھ علمائے دیو بند کے حوالے صرف اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ الحمد للہ مسلک حق اہل سنت کی سچائی ظاہر ہو جائے کیونکہ مثل مشہور کہ الفضل ماشھدت بہ الا عدآء۔

علمائے دیو بند کے تیئس بزرگوں کا فتویٰ:

عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ	ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے
صلی اللہ علیہ وسلم حیی فی قبرہ	نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر
الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ	مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا
وسلم دنیویۃمن غیر تکلیف وھی	کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات
مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم	مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم
وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیہم	السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو
والشھدآء برزخیۃ کماھی حاصلۃ	حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو

لسائر المؤ منین بل لجمیع الناس ....پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت
.............فثبت بهذاان حیاته صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس
دنیویة برزخیة لکونهافی عالم معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل
البرزخ ہے۔

(المھند علی المفند ص ۲۸)

اور جناب مولوی حسین احمد ٹانڈوی (مدنی) نے لکھا ہے:

''آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین وشهداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر ہے''

(مکتوبات شیخ الاسلام ا:۱۵۳)

جناب مولوی محمد ادریس کاندھلوی صاحب نے لکھا ہے:

''تمام اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز وعبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی یہ برزخی حیات اگر چہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔'' (حیات نبوی ص ۲)

مولوی شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے:

ان النبی صلی الله علیه وسلم حیی بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں
کما تقرر وانه یصلی فی قبره باذان اور اپنی قبر منورہ میں اذان واقامت کے
واقامة. ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

(فتح الملہم شرح مسلم ۳: ۴۱۹)

دوسری جگہ انہی نے لکھا ہے:

ودلت النصوص الصحيحة على حياة الانبيآء عليهم الصلوٰة والسلام كما سيأتي.	نصوصِ صحیحہ اس چیز پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام زندہ ہیں جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

(فتح الملہم ۱: ۳۲۵)

مولوی خلیل احمد سہارنپوری:

ان النبي صلى الله عليه وسلم حيي في قبره كما ان الانبيآء عليهم الصلوٰة و السلام احياء في قبور هم.	بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(بذل المجہود ۲: ۱۱۷)

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے لکھا:

''اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شھدا کی حیات سے افضل واعلیٰ ہے۔''

(فتاویٰ دار العلوم مدلل ومکمل ۵: ۴۷۱)

مولوی احمد رضا بجنوری صاحب انوار الباری نے لکھا:

یہاں ایک مختصر ضروری اشارہ یہ بھی کر دینا مناسب ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے جب صاحبِ تلخیص اور امام الحرمین کی یہ تحقیق نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مال بوجہ

....

حیات بدستور آپ کی ملک میں رہا اور دوسری طرف موت کو بھی ماننا ضروری ہے بوجہ نصوص قرآنی و احادیث تو اشکال پیش آیا کہ موت تسلیم کر لینے پر تو انتقال ملک وغیرہ احکام ثابت ہوں گے''

تو علامہ موصوف نے اس اشکال کو اس طرح رفع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت غیر مستمر ہے اور انتقال ملک وغیرہ کے احکام مشروط ہیں۔ موت مستمر کے ساتھ (نہ کہ موت آنی کے ساتھ) (ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۳۴)

جناب مولوی انور شاہ کشمیری سے مولوی احمد رضا بجنوری نقل کرتے ہیں:

درس بخاری شریف میں باب ''نفقہ نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ'' پر فرمایا کہ:

''انبیاء کرام اپنی قبور میں احیاء ہیں اس لیے لامحالہ ازواج مطہرات کو نفقہ خدا کے مال یعنی بیت المال سے جاری رہا۔

(ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۳۱)

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مولوی محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ابنائے دیوبند خود مخمصے کی حالت میں ہیں اور حقیقتاً دیوبندیوں کے دونوں گروہ نانوتوی صاحب کے عقیدہ حیات الانبیاء کے مخالف ہیں اصل میں دیوبندیوں کے عقائد عام طور پر وقتی ہوتے ہیں جیسا دور دیکھا ویسا عقیدہ بنالیا۔

جب امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارات پر مؤاخذہ فرمایا اور دیگر کفریہ عبارات کے تحت علماء حرمین شریفین سے (حسام الحرمین) نامی فتویٰ حاصل کیا تو ابنائے دیوبند میں کھلبلی مچ گئی اور رافضیوں کی طرح چند مجتہدین نے بیٹھ کر نئے عقائد ترتیب دیئے اور حقیقت میں امام اہل سنت کی تائید کر دی کہ جو عقائد انہوں نے ہماری (دیوبندیوں) کی طرف منسوب کئے ہیں وہ ہمارے نہیں ہیں۔ بلکہ

ہمارے نزدیک بھی وہ کفر ہیں۔ ہمارے (نئے) عقائد یہ ہیں اور علمائے حرمین کے سامنے المہند نامی کتابچہ کے ذریعے عقائد لکھ کر تائید حاصل کی۔

انہی عقائد میں سے ایک مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جبکہ ایک مسئلہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق تھا۔ پرانا عقیدہ تو یہی تھا کہ معاذ اللہ'' میں بھی ایک دن مرکرمٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان)

لیکن علمائے حرمین کے سامنے بالکل اس کے الٹ لکھ کر تائیدی فتویٰ حاصل کرلیا۔

اسی طرح چونکہ اس وقت حرمین شریفین کی خادمی اہل سنت کے پاس تھی اور وہ علمائے اہل سنت نجدیوں کے سخت مخالف تھے اس لیے انہوں نے علماء دیوبند سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں سوال کیا۔ وہ سوال اور اس کا جواب قارئین کی ذوق طبع کے لیے درج کر رہا ہوں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ یہ حضرات کس طرح اپنے عقائد واقوال وقت کے مطابق ڈھالتے اور بدلتے ہیں۔

السوال الثانی عشر	بارہواں سوال
قد كان محمد بن عبدالوهاب النجدى يستحل دماء المسلمين واموالهم و اعراضهم كان ينسب الناس كلهم الى الشرک ويسب السلف فكيف ترون ذلك وهل تجوزون تكفير السلف والمسلمين واهل القبلة ام كيف مشربكم.	محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال وآبرو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے تمہارا؟

الجواب

الحکم عندنا فیهم ماقال صاحب الدر المختار و خوارج هم قوم لهم منعة خرجوا علیه بتأویل یرون انه علی باطل کفروا معصیة توجب قتاله بتاویلهم یستحلون دمائنا واموالنا ویسبون نسائنا الی ان قال وحکمهم البغاة ثم قال فکفرهم لکونه عن تاویل وان کان باطلا وقال الشامی فی حاشیته کم وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانو یتحلون ؟مذهب الحنابلة لکنهم اعتقد واانهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم بذلک قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله شوکتهم
(المهند علی المفند ۳۴تا۳۶)

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے لوگ ہمارے جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے:
جیسا کہ ہمارے زمانے میں (محمد بن عبدالوہاب) کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ

تعالٰی نے ان کی شوکت توڑ دی۔

یہ علمائے دیوبند کا متفق علیہ فیصلہ اس وقت تھا جبکہ نجدیوں کی شوکت اللہ تعالٰی نے توڑ دی تھی مگر شومئی قسمت کہ ملتِ اسلامیہ کے ازلی دشمن یہود ونصاریٰ کی مدد اور ملی بھگت کے ساتھ جب نجدی ظلماً حرمین طیبین پر قابض ہو گئے تو ادھر ابنائے دیابنہ نے بھی اپنا مسلک و فیصلہ تبدیل کر لیا اب شاید ہی کوئی دیوبندی ہو گا جو کہ نجدیوں کے خلاف ہو گا بلکہ اب عقیدہ و فیصلہ کیا ہے۔ تو اس سلسلہ میں دیکھئے کہ دیابنہ کے امام وقت کیا تحریر فرماتے ہیں۔

''محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کے پیروکار مسلکاً حنبلی ہیں جو مقلدین ہی کا ایک فرقہ ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہوئے ان کی کتابوں کی خوب نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب باوجود حنبلی ہونے کے سطحی ذہن کے آدمی تھے اور توحید و سنّت کے خوب داعی تھے۔ ان سے وقتی مصلحت کے پیش نظر کچھ عوامی غلطیاں سرزد ہو چکی تھیں جن کی وجہ سے وہ عوام میں خاصے بدنام ہو چکے تھے۔ اور علامہ شامی اور حضرت مدنی جیسے بزرگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے لیکن ان کے بارے میں صحیح نظریہ وہی ہے جو علامہ آلوسی اور حضرت گنگوہی کا ہے ولتفصیل مقام آخر انگریز نے ان کو اپنی سیاسی بقاء کے لیے انہیں بہت بدنام کیا۔''

(تسکین الصدور ص ۲۶۶)

اور جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کا اس بارے میں کیا نظریہ تھا جس کی طرف صاحب تسکین الصدور نے اشارہ کیا تو وہ بھی دیکھ لیں۔ وہ کہتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں جن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔''

۰ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۵)

بہر حال جملہ معترضہ کے طور پر یہ ایک نمونہ ہے کہ علمائے دیوبند نظریہ ضرورت کے تحت اپنے نظریات وعقائد تبدیل کرتے رہتے ہیں اور عام طور پر افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے ثبوت کے لیے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کی بنظیر تصنیف ''زلـزلـہ'' کا مطالعہ مفید ہے۔

اسی افراط وتفریط کے مسائل میں ایک مسئلہ ''حیاۃ الانبیآء علیھم الصلوٰۃ والسلام'' بھی ہے۔ کچھ دیوبندی حضرات تو برزخی زندگی کے بھی قائل نہیں ہیں یعنی جسم اقدس کے ساتھ روح کا بالکل تعلق مانتے ہی نہیں اور کچھ قبر میں حقیقی دنیاوی زندگی کے قائل ہیں اوران دونوں گروہوں کے برعکس بانی دارالعلوم دیوبند جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ہی منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آن کے لیے بھی ''موت' واقع نہیں ہوئی اور آپ کی روح مقدسہ کا آپ کا جسدِ اقدس سے اخراج ہوا ہی نہیں۔ فیاللعجب!

جناب قاسم نانوتوی نے تحریر کیا:

''ارواحِ انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا۔ فقط مثل نور اور چراغ اطراف وجوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوا ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں اور اس لیے سماع انبیآء علیہم السلام بعد وفات زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور اسی لیے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے۔ (جمال قاسمی ص ۱۶)

دوسری جگہ لکھا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے۔ اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔''

(آب حیات ص ۳۷)

اور ایک جگہ اس طرح لکھا ہے:

''بالجملہ موت انبیاء اور موت عوام میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہاں استتار حیات زیر پردہ موت ہے اور یہاں انقطاع حیات بوجہ عروض موت ہے.......... بالجملہ جیسے حیات بنوی صلعم اور حیات مومنین امت میں فرق ہے.......... ایسے ہی موت نبوی صلعم اور موت مومنین میں بھی فرق ہے۔'' (آب حیات ص ۱۶۸، ۱۶۹)

یہ شخص یعنی بانی دارالعلوم دیوبند صاحب پوری امت محمدیہ کے علمائے حق کے خلاف بلکہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ایک ایسا عقیدہ اپنانے کے باجود آجکل کے نام نہاد توحید پرستوں کے نزدیک نہ تو مشرک ٹھہرا اور نہ ہی بدعتی بلکہ ان کے نزدیک حجۃ اللہ علی العالمین، شیخ الاسلام، حجۃ الاسلام، آیۃ من آیات اللہ اور فنافی اللہ اور فنائی الرسول ہے۔ فیاللعجب!

''اور اس کے برعکس امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب وفات (آنی) ماننے کے باوجود قابل گردن زدنی ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

جناب مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی لکھتے ہیں:

''اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان اس نظریہ کے حامل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اور وفات کا لفظ آپ کے حق میں بولنا بالکل درست اور صحیح ہے لیکن وفات کے بعد آپ کو پھر حیات مرحمت ہوئی.............. جمہور علماء اسلام موت کا معنی انفاک الروح عن الجسد ہی کرتے ہیں۔'' (تسکین الصدور ۲۱۶)

جب تمام مسلمان اس نظریہ کے حامل ہیں تو مولوی قاسم صاحب جو اس نظریہ کے حامل

نہیں ہیں وہ مسلمان ٹھہرے یا کہ نہیں؟ اور کیا ان پر اس آیت کریمہ کا حکم لاگو ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا. (سورۃ النسآء آیت نمبر ۱۱۵)

اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

تو کیا یہ شخص مسلمانوں کے راستہ سے جدا چلا یا کہ نہیں؟

اور شائد اس بات کو جانتے ہوئے ہی صاحب تسکین الصدور نے یہ واضح جھوٹ لکھ مارا کہ:

''اور بعض علمائے ملّت جن میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند بھی ہیں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا یہ معنی کرتے ہیں:
کہ ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا فقط مثل نور چراغ اطراف و جوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوائے ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں۔''

(جمال قاسمی ص ۱۵ ، تسکین الصدور ص ۲۱۶)

اب جناب مولوی صاحب سے سوال یہ ہے کہ وہ بعض علماء ملّت جن کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے وہ کون ہیں کتنے ہیں؟ ان کے اسماء گرامی کیا ہیں؟ اہل سنت سے ہیں یا کہ نہیں؟ اور وہ کس دور کے ہیں؟ ترتیب وار جواب دیں۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ مولوی مذکور صاحب ہرگز ہرگز ان سوالوں کے جواب نہیں دیں گے۔

اب یہاں پر جناب مولوی سرفراز صاحب لکھتے ہیں۔

''الغرض حضرت نانوتوی نے کیسی صاف گوئی سے یہ واضح کر دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا عقیدہ ضروری ہے اور علمی یا ذوقی طور پر بعض دیگر علماء کرام کی طرح موت کا جو معنی انہوں نے بیان فرمایا ہے اس کو نہ تو وہ عقائد ضروریہ سے سمجھتے ہیں اور نہ عام لوگوں کو اس کی تعلیم وتبلیغ کرتے ہیں۔'' (تسکین الصدور ۲۱۷)

اب مولوی صاحب سے دریافت طلب امر یہ ہے۔ اگر یہ علمی اور ذوقی عقیدہ ومعنی ہے تو کیا نانوتوی صاحب کے علاوہ آپ سمیت پوری ذریت دیوبندیہ بدذوق اور بے علم ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ ومعنی نہ اپنایا۔؟

اور اگر یہ عقیدہ ومعنی صحیح تھا تو اس کی تعلیم وتبلیغ ہونی چاہیئے تھی

اور اگر یہ عقیدہ ومعنی غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو اس سے جناب نانوتوی صاحب کو تائب ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن غلط عقائد سے تائب ہونا اس کا تو دیوبندیوں کے یہاں دستور ہی نہیں ہے۔ اور پھر یہ کہنا

''اور نہ عام لوگوں کو اس کی تعلیم وتبلیغ کرتے ہیں'' بلفظہٖ

تو جناب عالی کیا آپ کے نزدیک تبلیغ صرف بستر باندھ کر اور کاندھے پر اٹھا کر ہی کی جاتی ہے۔؟ اور نانوتوی صاحب نے بستر نہیں اٹھایا۔

کیا کتب لکھنا اور بار بار اس عقیدہ کا اظہار وتحریر کرنا تعلیم وتبلیغ نہیں تو اور کیا ہے؟

اس معنی وعقیدہ کے ثبوت کے لیے تو جناب نانوتوی صاحب نے مستقل ضخیم کتاب ''آب حیات'' کے نام سے لکھی اور پھر وہ کتاب شائع بھی ہوئی۔ کیا یہ تعلیم وتبلیغ نہیں ہے؟

اور یہ مسئلہ اپنی دیگر کتب مثل: جمال قاسمی'' اور لطائف قاسمیہ میں بھی بیان کیا تو اگر اب

بھی کوئی کہے کہ یہ تعلیم وتبلیغ نہیں ہے تو یہ اس کے دماغ کا پھیر ہے یا پھر واقعی وہ شخص سمجھتا ہے کہ تبلیغ صرف لوٹے اور بستر اٹھا کر کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ اس کا تصور بھی نہیں ہے۔

اب دوسرے گروہ کی سنیئے کہ جو ہر اس شخص کو بدعتی بلکہ مشرک قرار دیتا ہے جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر منورہ میں زندہ تسلیم کرتا ہے یا آپ کے جسدِ اقدس جسدِ عنصری سے آپ کی روح مقدسہ کا تعلق مانتا ہے۔ وہ یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ قرآن وحدیث کے

خلاف ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین نیلوی کہتا ہے:

گروہ نمبر ا۔ جسدِ اطہر سے روح مبارک حضرت کی خارج ہی نہیں ہوئی بلکہ اندر ہی اندر سمٹ کر رہ گئی اور پہلے سے زیادہ حیات قویہ ہوگئی ہے۔ یہ ہے مسلک حضرت قاسم العلوم والخیرات نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا............

جمالِ قاسمی ص ۱۵ میں واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں: انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح کا اخراج نہیں ہوتا''

حضرت نانوتوی جس معنی سے موت مانتے ہیں یہ معنی متعارف نہیں بلکہ حضرت موت بمعنی ''ستر الحیاۃ لیتے ہیں۔'' (ندائے حق ۱:۵۷۲)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''لیکن حضرت نانوتوی کا یہ نظریہ صریح خلاف ہے اس حدیث کے جو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل فرمائی ہے۔'' (ندائے حق ۱:۶۳۶)

ایک اور جگہ لکھا ہے:

''مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں مولانا نانوتوی قرآن وحدیث کی نصوص واشارات کے خلاف جمالِ قاسمی ص ۱۵ میں فرماتے ہیں: ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج

نہیں ہوتا۔''

(ندائے حق ۱:۲۱ے)

بہر حال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک وہ نہیں جو دوسرے علماء کا ہے۔

(ندائے حق ۱:۲۰ے)

اب جب اتنے حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا کہ جناب نیلوی صاحب کے نزدیک جناب نانوتوی صاحب قرآن وحدیث کی نصوص اور علمائے امت کے خلاف مسلک رکھتے ہیں، تو اب ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب نیلوی صاحب کا نانوتوی صاحب کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا جو کہ صرف علامہ ابن فورک کو محض اس لیے بدعتی ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبرانور میں حقیقی جسمانی اور دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ مانتے ہیں۔

اور علامہ سبکی امام ابوبکر قسطلانی شارحِ بخاری قطب وقت امام شعرانی اور امام علامہ ابن حجر مکی صرف قبر میں حیاۃ النبی ماننے کی وجہ سے غالی کا لقب پا چکے ہیں۔ (ندائے حق ۱:۵۰۳)

تو آیئے دیکھئے کہ جناب نیلوی صاحب منکر وفات النبی نانوتوی صاحب کے بارے میں

کیا فرماتے ہیں:

''اب میرے اس قول سے یہ نہ سمجھ لینا کہ حضرت نانوتوی کے حق میں گستاخی کر گیا ہے اور مرزا گاماں کے مساوی قرار دے گیا ہے۔ **والعیاذ باللہ!** میرے ہاتھ اور زبان جل جائیں اگر ان کے حق میں گستاخی کروں، ہمیں قرائن تو یہ سے یہ یقین ہے کہ آپ فانی الرسول تھے، حد عشق رسول میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔'' (ندائے حق ۱:۵۷۵)

حضرات قارئین کرام! دیکھئے یہ لوگ ہیں قرآن وحدیث کے نام نہاد مبلغ اور توحید کے پرچارک۔ یہ ہے میزان عدل۔ اور یہ ہے قرآن کریم کے حکم: **اعدلو وھو اقرب للتقوی** پر عمل۔

....

جناب نیلوی صاحب کیا اگر نانوتوی صاحب فنافی الرسول تھے تو امام محمد بن الحسن بن فورک امام تقی الدین السبکی ،امام عبدالوہاب الشعرانی اور امام ابن حجر مکی کیسے بدعتی اور غالی ہو گئے ۔ گستاخ رسولؐ تو فنافی الرسولؐ کے رتبہ پر فائز ہو گئے اور عشاقِ رسولؐ بدعتی اور غالی بن گئے ۔

(فیاللعجب)

ے اُلٹی عقل ایسی کسی کو خدا نہ دے

دے آدمی کو موت مگر یہ بدادا نہ دے

شُبہ :اور اگر یہ ذہن میں آئے کہ ایسے معنی کرنا جیسے کہ نانوتوی صاحب نے کیے ہیں یہ تو واقعی محبت رسول کے متقاضی ہیں اور جناب نانوتوی تو واقعی عاشق رسول تھے ۔

تو بات یہ نہیں ہے ۔دراصل جناب نانوتوی صاحب ہر مسئلہ میں جمہور امت کے خلاف چلے ہیں ۔جیسے انہوں نے یہاں موت کے معنی بھی جمہور امت کے خلاف کر کے ایک نیا فتنہ برپا کر دیا تھا ۔وہ خاتم النبیین کا معنی عجیب وغریب کیے ہیں ایسے ہی انہوں نے ''تحذیرالناس'' نامی کتاب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ،عوام کا خیال بتاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نبی آنے کا عقیدہ رکھتے ہوئے خاتم النبیین کا معنی قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے ان کی مرضی کے مطابق کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مرزا قادیانی نے ان سے ہی یہ معنی کشید کیا ہے ۔

اور اگر نانوتوی صاحب انفاک الروح عن الجسد کے معروف معنی کو چھوڑ کر استتار الروح فی الجسد کا نظریہ پیش کر کے اور یہ کہہ کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف بحیات بالذات ہیں فنافی الرسول ہیں تو وہ یہی الفاظ ونظریہ دجال لعین کے لیے اپنانے پر فنافی الدجال کیوں نہیں ٹھہرے؟

اب آپ جناب نانوتوی صاحب کی دجال کے بارے میں عبارت وعقیدہ پڑھیں اور پھر سوچیں کہ یہ کتنے بڑے عاشق رسول ہیں ۔

''جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا اور اس وجہ سے اس کی حیات قابل انفاک نہ ہوگی اور موت ونوم میں استتار ہوگا۔ انقطاع نہ ہوگا اور شائد یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن صیاد جس کے دجال ہونے کا صحابہ کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھے تھے۔ اپنے نوم کا وہی حال بیان کرتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا یعنی بشہادت احادیث وہ بھی یہی کہتا تھا کہ **تنام عيناى ولاينام قلبى** اور اس وجہ سے خیال مذکور یعنی دجال کا منشاومولد ارواح کفار کو ہونا اور پھر اس کے ساتھ ابن صیاد ہی کا دجال ہونا زیادہ ترجیح ہوا جاتا ہے اور اس کی صحت کا گمان قوی ہوا جاتا ہے۔'' (آب حیات، ۱۶۹)

معاذ اللہ، استغفر اللہ! گستاخی اور بے باکی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان (دیوبند) میں اس کی کوئی حد وانتہا ہے ہی نہیں۔

یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ آقائے کل جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک روح الارواح ہے۔ اور آپ کی ذات مقدسہ تمام ممکنات کے لیے منشاء وجود ہے۔ لیکن دجال لعین کے لیے منشائیت ارواح کفار کا قول کرنا کہاں کی دانشمندی وعلمی اور ذوقی بات ہے۔ بھلا بتلاؤ یہ بھی کوئی عقلمندی ہے۔ تو بندہ تھا خدا کا اور اب تو دیوبندی ہے۔

ان لوگوں کا بھی عجیب معاملہ ہے کبھی تو شیطان کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم بتائیں (براھین قاطعہ) اور کبھی دجال لعین کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ٹھہرائیں اور پھر صرف یہی نہیں کہ دجال کو متصف بحیات بالذات جان کر اس کے حق میں امتناع انفاک حیات کا قول کرنا بلکہ دجال کی موت اور نیند کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور نیند سے پورا پورا تطابق

کرنے کے لیے ''تنام عینای ولا ینام قلبی'' کا وصف نبوت بعینہ دجال لعین کے لیے ثابت کرنا اور اس کے ثبوت میں خود دجال کے قول کو دلیل بنانا یہ سب کچھ کیا ثابت کرتا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا دجال لعین؟

بقول شاعر ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز!

علمائے دیوبند کے بارے میں ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے اس بحث کو اس جگہ ختم کرتے ہیں۔

غیر مقلدین اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ (حیاۃ النبی فی القبر) کے متقدمین کی اکثریت تو حیاۃ النبی فی القبر کی قائل تھی لیکن بعد میں اس کے منکرین پیدا ہوتے گئے اور اب تو اکثریت اس کی منکر ہو چکی ہے۔ اور جو مانتے ہیں وہ بھی صرف برزخی زندگی جیسی کہ عام لوگوں کو قبور میں حاصل ہے۔ اس سے زیادہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کو حیثیت دینے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

یہاں ہم چند غیر مقلدین کے بھی حوالے پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارا موقف زیادہ واضح ہو جائے۔

جناب قاضی محمد بن علی بن محمد الشوکانی صاحب فرماتے ہیں:

(والا حادیث) فیھا مشروعیۃ الاکثار	اور ان احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر
من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ	جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے
وسلم یوم الجمعۃ وانھا تعرض علیہ	کی مشروعیت ہے اور بے شک درود شریف آپ
صلی اللہ علیہ وسلم وانہ حیی فی قبرہ	صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے اور بلاشک و

......وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حيى بعد وفاته وانه يسر بطاعات امته وان الانبياء الايبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم و السماع ثابت لسائر الموتى. وورد النص فى كتاب الله فى حق الشهداء انهم احياء يرزقون وان الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف الانبيآء والمرسلين.

(نیل الاوطار ۳: ۲۴۸)

شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کے نیک کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور بے شک انبیاء کرام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے جبکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع تو سب قبر والوں کے لیے ثابت ہے۔ اور شہدآء کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتا ہے اور ان کی یہ حیات جسم کے ساتھ ہے حضرات انبیاء و مرسلین کی حیات جسم سے متعلق کیوں نہ ہوگی۔

شوکانی کی اس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ چونکہ شہداء عظام کی حیاۃ فی القبر جسمانی ہے تو انبیاء کرام کی حیاۃ بطریق اولیٰ حقیقی و جسمانی ہوگی۔ کیونکہ انبیاء کے اجسام تو بالاتفاق صحیح و سالم ہوتے ہیں اور یہ ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہوتے ہیں۔

علامہ شوکانی ہی ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

وانه صلى الله عليه وسلم حيى فى قبره بعد موته كما فى حديث الانبياء احياء فى قبورهم. وقد صححه البيهقى

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور امام بیہقی نے اس

والف فی ذلک جزء اً قال الاستاذ ابو منصور البغدادی. قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی الله علیه وسلم حیی بعد وفاته (انتہیٰ)

(نیل الاوطار ۵:)

حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔ استاذ ابو منصور البغدادی نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب میں متکلمین اور محققین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں۔

نواب صدیق الحسن بھوپالوی صاحب لکھتے ہیں:

انه صلی الله علیه وسلم حیی فی قبره بعد موته کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم وقد صححه البیهقی.

(السراج الوهاج شرح مسلم ۱: ۵۰۴)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال مقدس کے بعد اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس حدیث کی امام بیہقی نے تصحیح فرمائی۔

یہی نواب صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان اور اقامت کے ساتھ وکذلک الانبیاء۔'' (الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص ۵۲)

جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب سلفی لکھتے ہیں:

''اہل سنت کے دونوں مکاتب فکر کے اصحاب الرائے اور اہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں۔ برزخ میں وہ عبادات، تسبیح وتہلیل فرماتے ہیں۔ ان کو رزق بھی ان کے حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے..................

انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد ملتے ہیں۔ صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادات وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ (تحریک آزادی فکر ۳۸۵)

مولوی عطاء اللہ حنیف نے لکھا ہے:

انهم احياء في قبورهم يصلون وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائيا بلغته.

(التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی ۱:۲۳۷)

حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

مولوی شمس الحق عظیم آبادی نے لکھا ہے:

فان الانبياء في قبورهم احياء قال ابن حجر المكي و ما افاده من ثبوت حياة الانبياء حياة بها يتعبدون ويصلون في قبورهم مع استغنائهم عن الطعام و الشراب كالملئكة..........وقد ذهب جماعة من المحققين الى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حيي بعد وفاته وانه يسر بطاعات امته...........

(عون المعبود شرح ابوداؤد ۱:۴۰۵)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ انبیاء کی حیات ایسی ہے کہ وہ عبادت کرتے ہیں اور اپنی قبور میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے مستغنی ہیں..........اور محققین کی ایک جماعت کا یہی دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے نیک اعمال پر خوش ہوتے ہیں

اس عبارت میں: انه يسر بطاعات امته (کہ وہ اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں) قابلِ غور ہے۔ یہ عبارت شوکانی نے بھی نقل کی ہے جیسا کہ گذرا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی امت نیک اعمال کر رہی

ہے یا کہ نہیں لازمنا یا تو آپ پر اعمال پیش ہوتے ہیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ یا پھر آپ خود اعمال امت پر حاضر وناظر ہیں جیسا کہ قرآن میں حکم خداوندی ہے۔

اِعْمَلُوْ افَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ عمل کرو اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ (پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۰۵)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس طرف اشارہ بھی فرمایا ہے جس کا حوالہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

وکیل وہابیہ جناب مولوی وحیدالزماں صاحب نے لکھا ہے:

''تو کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح وسالم مع جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں۔ اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ مترجم ۱:۴۵۶)

غیر مقلدین کے شیخ الکل جناب مولوی میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں:

''اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں۔ چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہے لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اوروں کو اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔''

(فتاویٰ نذیریہ ۱: ۵، ۵۲ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ۹: ۲۸۲، ۲۸۳)

جناب حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں زندہ ہیں یہ زندگی برزخی ہے نہ کہ دنیوی انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ بلکہ سب لوگ زندہ ہیں اسی لیے وہاں تعظیم وتعذیب کی صورت ہے۔

....

حدیث !الانبیآء احیاء فی قبورھم یصلون۔حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے(فتح الباری) (الاعتصام۲شمارہ۸.بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث۹:۱۲۵)

حمد بن ناصر نجدی نے کہا ہے:

فان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فهم فى قبورهم طريون. بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے پس وہ اپنی قبور میں تروتازہ ہیں۔ (مجموعۃ رسائل النجدیہ۴:۶۵۲)